



سوال

(752) قرآن مجید سننے کے آداب

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محفل قراءت قرآن میں جب قاری صاحب تلاوت کرتے ہیں تو سامعین حضرات اونچی آواز سے اللہ اللہ کہہ کر قاری صاحب کو داد دیتے ہیں۔ قرآن و سنت کی رو سے اس کی کیا حیثیت ہے اور کہاں تک اس کی گنجائش ہے؟ (۲) کیا قراء کرام کا اختتام تلاوت پر ”صدق اللہ العظیم“ قسم کے الفاظ کہنا جائز ہے؟ (۳) اسی طرح جب قاری صاحب آیات عذاب یا آیات انعام تلاوت کرتے ہیں تو کیا سامعین اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ اگر دے سکتے ہیں تو سزا ہونا چاہیے یا جہراً؟ نیز حالت نماز میں اس کا کیا حکم ہے؟ (محمد اسلم صدیق، لاہور) (۵۔ اکتوبر ۲۰۰۱ء)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

تلاوت کے دوران اللہ، اللہ کہہ کر داد دینے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، بلکہ عمل ہذا نص قرآنی **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الاعراف: ۲۰۳)**

”اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“ کے خلاف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو معافی و مغفرت سے ناواقفیت کی بناء پر الفاظ قرآن سے لذت و سرور حاصل ہی نہیں ہونے بلکہ ان کی لطف اندوزی اور قاری کی نغمہ سرائی پر موقوف ہے، اس کی حسین و جمیل آواز پر مہلے والے ہیں اگرچہ چھٹی آواز بھی مطلوب امر ہے۔ لیکن امام مناوی فرماتے ہیں کہ قرآنی حروف کی ادائیگی میں ان کی حدود سے تجاوز کرنا حرام ہے۔ عامۃ الناس کی دلچسپی کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی سادہ آواز میں قرآن پڑھتا ہے۔ تو تلاوت سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے بلکہ نفرت کا اظہار کرتے ہیں جب کہ قرآن میں مومنوں کے اوصاف یوں بیان ہوئے ہیں :

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ زَاوَاتِهِمْ إِذْنًا... ۲ ... سورة الأنفال

”مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔“

نیز فرمایا:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلَدِّنْ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هِيَ اللَّهِ يَمْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ بَادٍ... ۲۳ ... سورة الزمر

”جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے بدن کے تو اس (قرآن) سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم (ہو کر) اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔“

صحیح حدیث میں موجود ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ پر تلاوت قرآن پیش کی۔ کہا:

قَالَ أَمْسِكْ - فَإِذَا عَيْنَا تَهْزِقَانِ - صحیح البخاری، باب فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ... الخ، رقم: ۴۵۸۳

”میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کرنے یا سننے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے اثرات انسان کے دل و دماغ پر ظاہر ہوں نہ کہ اللہ، اللہ، کمان کمان، یا استاذ ہیہ ہیہ کہہ کر خانہ پُری کی جائے اس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے۔ (السنن والمبتدعات، ص: ۲۱۹/۲۲۰)

(۲) قراءت کے اختتام پر ”صدق اللہ العظیم“ کہنا کتاب و سنت سے ثابت نہیں۔ ”صحیح بخاری“ وغیرہ میں حدیث ہے:

مَنْ أَخَذَ فِي أَمْرِنَا بَدَأَ بِأَيْسَرِ مَنْهَ فَمُورِدُ (صحیح البخاری، باب إِذَا اضْطَلَّ عَلَى صَلَاحٍ جَوْفًا لَصُلْحٍ مَرْدُودٌ، رقم: ۲۶۹۷)

”یعنی جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے۔“

متعدد صحابہ کرام کی تلاوت کے تذکرے احادیث کی کتابوں میں مرقوم ہیں لیکن کسی ایک سے بھی یہ کلمات ثابت نہیں ہو سکے۔ اگر کوئی کہے کہ قرآن میں ہے: **قُلْ صَدَقَ اللَّهُ (ال عمران: ۹۵)** تو جواب اس کا یہ ہے کہ اللہ کا فرمان اپنی جگہ برحق ہے لیکن اس میں یہ کہاں ہے کہ جب تم تلاوت ختم کرو تو یہ کہو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

(حُذْبُكُ صحیح البخاری، باب قَوْلِ الشَّعْرِيِّ لِقَارِي حُذْبُكُ، رقم: ۵۰۵۰)

”تیرے لیے یہ کافی ہے۔“

یہ نہیں فرمایا: **صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ** اور نہ ابن مسعود نے یہ الفاظ کہے: لہذا اس سے بھی احتراز از بس ضروری ہے۔

(۳) سامع یا مقتدی کا قاری کی تلاوت میں بعض آیات کا جواب دینا سنت صحیحہ سے ثابت نہیں ہے، ہاں البتہ قاری یا امام کے لیے ثابت ہے۔

چنانچہ ”صحیح مسلم“ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے رات کی نماز کی کیفیت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تسبیح کرتے اور جب سوال (والی آیت) سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ (والی آیت) سے گزرتے تو پناہ پکارتے۔

عمیر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ میں **سَبِّحْ اَنْتُمْ رَبَّكَ الْاَعْلٰی** پڑھنے پر **نُبْحَانَ رَبِّيْ الْاَعْلٰی** کہا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، باب الْوُتُوْفِ عِنْدَ آيَةِ... الخ، رقم: ۳۶۹۳ (۲/۳۱۱)، مصنف عبد الرزاق: ۲/۴۵۱) اس اثر کی سند صحیح ہے۔

اسی طرح حضرت علی سے بھی اس موقع پر یہی کلمات کہنا بسند حسن ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول فی تخریج و تعلیق صلوٰۃ الرسول ﷺ اس موضوع پر عرصہ قبل ماہ نامہ ”محدث“ میں میرا ایک تفصیلی فتویٰ جواب در جواب کی صورت میں شائع ہو چکا ہے امید ہے کہ ارباب ذوق کے لیے وہ کافی مفید ہوگا۔



هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوى حاقظ ثناء الله مدني

جلد: 3، كتاب اللباس : صفحه: 529

محدث فتوى